فتوی نمبر:AD001

تاریخ:17 ستمبر 2020

بسم اللہ نحمدہٗ و نصلّی و نسلّم علی رسولہ الکریم

دار الافتاء فیضان شریعت

الکریم گارڈن مارکیٹ، فیز1، نزد مناواں پولیس ٹریننگ سنٹر بالمقابل سوتر مل اسٹاپ لاہور، پاکستان

Gmail:azharmadani85@gmail.comContact: +923214061265

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ حالیہ زنا بالجبر کے واقعات کے بعد حکومت کی جانب سے یہ اعلان سامنے آیا ہے کہ وہ اس جرم کے لئے خصی کرنے (Castration) کی سزا کو قانون کی حیثیت دینے کی تجویز دے گی۔ کیا سزا کے طور پر ایسا کرنا جائز ہے؟ اگر نہیں، تو شریعت کیا سزا مقرر فرماتی ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

یاد رہے جس گناہ کی سزا قرآن، حدیث میں موجود ہے حکومت اس گناہ کے شرعی ثبوت کے بعد وہی سزا دے سکتی ہے۔ اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کردہ سزا کے علاوہ کسی قسم کی اور سزا مقرر کرنا سخت حرام ہے۔ لہٰذا جوابِ سوال یہ ہے کہ انسان کو خصی کرنا ممنوع، ناجائز و حرام ہے۔ کہ یہ مُثلَہ ہے اور مثلہ ناجائز و ممنوع، اس پر شرع میں نہی موجود۔

اللہ قرآن میں شیطان کی ابنِ آدم کو کھلی دھمکی ذکر فرماتا ہے: "وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ" ترجمہ اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے۔ (القرآن المجید، آیت 119، سورۃ النساء، پارہ 5)

امام ماتریدی اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس کا قول نقل فرماتے ہیں: "قوله: (فليغيرن خلق الله): الإخصاء، وهو قول ابن عباس رضي الله عنه" ترجمہ اللہ کا قول: (کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے): (اس سے مراد) خصی کرنا ہے، اور وہ حضرت ابن عباس کا قول ہے۔ (تفسیر ماتریدی، سورۃ النساء، تحت آیت 119، صفحہ 365، جلد 3، دار الکتب العلمیہ)

صاحب کشاف رقم طراز ہیں: "وقيل: الخصاء، وهو في قول عامة العلماء مباح في البهائم. وأما في بنى آدم فمحظور" ترجمہ اور کہا گیا ہے کہ (آیت کی مراد) خصی کرنا ہے، اور وہ عام علماء کے قول میں جانوروں میں مباح ہے اور بہر حال ابن آدم میں تو وہ ناجائز ہے۔ (الکشاف، سورۃ النساء، آیات 121-115، صفحہ 566، جلد 1، دار الکتاب العربي)

امام رازی، مفاتیح الغیب میں فرماتے ہیں: "روي عن أنس وشهر بن حوشب وعكرمة وأبي صالح أن معنى تغيير خلق الله هاهنا هو الإخصاء وقطع الآذان وفقء العيون "ترجمہ انس، شہر بن حوشب، عکرمہ، اور ابو صالح سے مروی ہے کہ (تغییر خلق اللہ) کی معنی یہاں خصی کرنا اور کانوں کو کاٹنا اور آنکھوں کو پھوڑنا ہے۔

(مفاتیح الغیب، سورۃ النساء، آیات 122-116، دار إحياء التراث العربي)

نیز، حرمتِ مثلہ واخصاء (خصی کرنے) پر کثیر احادیث واقوالِ علماء موجود ہیں۔

امام بخاری نقل کرتے ہیں: "عن النبي صلى الله عليه وسلم: أنه نهى عن --- المثلة "ترجمہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مثلہ سے نہی فرمائی۔

(صحیح بخاری، باب مایکرہ من المثلة والمصبورة والمجثمة، کتاب الذبائح والصید، حدیث 5516، صفحہ 94، جلد 7، دار طوق النجاۃ)

امام حاکم اپنی مستدرک میں نقل کرتے ہیں: "عن عمران بن حصين، رضي الله عنه قال: ما خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم خطبة إلا ---- نهانا عن المثلة "ترجمہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ نہیں دیا مگر۔۔۔ (یہ کہ اس میں) ہمیں مثلہ سے نہی فرمائی۔

(مستدرک، کتاب النذور، حدیث 7843، صفحہ 338، جلد 4، دار الکتب العلمیہ)

امام ابو داود نقل کرتے ہیں: "عن جرير، قال: «خطبنا النبي صلى الله عليه وسلم----ونهانا عن المثلة» "ترجمہ حضرت جریر سے مروی ہے، آپ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا۔۔۔ اور ہمیں مثلہ سے نہی فرمائی۔

(مسند ابو داؤد، احادیث جریر بن عبد اللہ البجلی، حدیث 700، صفحہ 52، جلد 2، دار ھجر)

الاموال میں منقول ہے: " قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا خصاء في الإسلام "ترجمہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام میں خصی کرنا (جائز) نہیں۔

(الاموال، حدیث 398، صفحہ 268، جلد 1، مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الإسلامیہ)

امام بیہقی اپنی سنن میں نقل کرتے ہیں: "عن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " لا إخصاء في الإسلام "ترجمہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام میں خصی کرنا (جائز) نہیں۔

(السنن الکبری، باب کراھیۃ خصاء البھائم، کتاب السبق والرمی، حدیث 19793، صفحہ 41، جلد10، دار الکتب العلمیہ)

امام سرخسی فرماتے ہیں:"خصاء بني آدم فذلك منهي عنه وهو من جملة ما يأمر به الشيطان"ترجمہ ابن آدم کو خسی کرنا، پس یہ وہ ہے جس سے نہی کی گی ہے، اور وہ ان تمام امور میں سے ہے جن کا شیطان حکم کرتا ہے۔

(المبسوط، باب اجارۃ الدور والبیوت، کتاب الاجارات، صفحہ 134، جلد15، دار المعرفہ)

امام کاسانی تحریر فرماتے ہیں:"لا يجوز إخصاء الإنسان"ترجمہ انسان کو خصی کرنا جائز نہیں۔

(البدائع الصنائع، فصل في أنواع شرائط ركن الإجارة، کتاب الاجارہ، صفحہ 176، جلد4، دار الکتب العلمیہ)

بحر الرائق میں ہے:"خصي وهو مثلة وحرام وقد نهى عنه النبي – صلى الله عليه وسلم – "ترجمہ خصی کرنا، وہ مثلہ ہے اور حرام ہے اور بے شک اس سے نبی کریم ﷺ نے نہی فرمائی ہے۔

(بحر الرائق، فصل فی البیع، کتاب الکراہیۃ، صفحہ 234، جلد8، دار الکتاب الإسلامي)

شرع میں زنا کی سزا مقرر ہے اور وہ، شرعاً حد کے ثابت ہونے کے بعد، شادی شدہ کو رجم کرنا، یعنی پتھر مار مار کر ہلاک کرنا، اور کنوارے کو سو کوڑے لگانا ہے۔ اگر زنا بالجبر ہو اور شرعی شرائط و قواعد کے مطابق حد ثابت ہو جائے تو فقط مجرم پر حد جاری ہو گی۔

تحفۃ الفقہاء میں ہے:"اما حد الزنا فنوعان الرجم والجلد مائة وسبب وجوبهما جميعا هو الزنا إلا أن لوجوب الرجم شرائط إذا وجد الكل يجب وإلا فيجب الجلد"ترجمہ بہر حال زنا کی حد تو دو قسم کی ہے: رجم اور سو(100)دڑے۔ اور ان دونوں کے وجوب کا سبب وہ زنا ہے مگر یہ کہ رجم کے وجوب کی شرائط ہیں، جب وہ تمام موجود ہوں تو رجم واجب ہوتا ہے، ورنہ پس دڑے واجب ہوتے ہیں۔ (تحفۃ الفقہاء، کتاب الحدود، صفحہ 137، جلد3، دار الکتب العلمیہ)

امام ابو داود فرماتے ہیں:"عن علقمة بن وائل، عن أبيه، أن امرأة خرجت على عهد النبي صلى الله عليه وسلم تريد الصلاة، فتلقاها رجل، فتجللها، فقضى حاجته منها، فصاحت، وانطلق--- قام صاحبها الذي وقع عليها، فقال: يا رسول الله، أنا صاحبها---وقال للرجل الذي وقع عليها: «ارجموه»"ترجمہ علقمہ بن وائل سے مروی ہے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں نماز کے ارادے سے نکلی۔ تو ایک شخص نے اس کو پایا، پھر اس کو تکلیف پہنچائی پھر اس سے اپنی خوش کو پورا کیا(زنا بالجبر کیا)، پس وہ چیخ اٹھی اور وہ شخص بھاگ گیا۔۔۔(پس)وہ شخص جس نے اس عورت

کے ساتھ زنا بالجبر کیا تھا کھڑا ہوا، پھر اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اس کے ساتھ زنا بالجبر کیا تھا۔۔۔ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ زنا بالجبر کرنے والے کے لئے حکم فرمایا: اس کو رجم کرو!

(سنن ابو داؤد، باب فی صاحب الحد یجیء فیقر، کتاب الحدود، حدیث 4379، صفحہ 134، جلد 4، المکتبہ العصریہ)

لیکن اگر حد مطابقِ معیارِ شرع ثابت نہ ہو جیسے زنا کے ثبوت کے گواہ اگر نہ ہوں، البتہ جرم مختلف ثبوتوں سے ثابت ہو جائے تو حکومت کو جائز ہے کہ تعزیراً سزا دے۔ ممنوعِ شرعی سزاؤں کے علاوہ حکومت اس شخص جو سزا چاہے دے سکتی ہے، بلکہ صورتِ مذکورہ میں سخت سے سخت سزا نافذ کرے حتی کہ سرِ عام قتل کر دے، تمام زندگی جیل میں ڈال دے، پھانسی پر لٹکا دے، یا جسم پر ایک ہی مقام پر کوڑے لگائے تاکہ درد و تکلیف شدید ہو۔

الفتاوی الہندیہ میں ہے: "إن كان من جنس ما يجب به الحد ولم يجب بعارض يبلغ التعزير أقصى غاياته" ترجمہ اگر جرم ان میں سے ہو جن سے حد واجب ہوتی ہے، اور حد کسی عارضہ کی وجہ سے واجب نہ ہو، تو شدید و سخت درجہ کی تعزیر (سزا) دی جائے۔

(الفتاوی الہندیہ، فصل فی التعزیر، الباب السبع، کتاب الحدود، صفحہ 167، جلد 2، دار الفکر)

نیز ان درندگی کے کیسز میں حکومت کو چاہیے کہ ضمانت اور صلح کا قانون ختم کر دے، مدعی ریاست بنے اور ان کیسز کی کاروائی اور سزا کے نفاذ کو ترجیحی بنیاد پر یقینی بنائے، ان کیسز میں کسی کی سفارش، ملکی و غیر ملکی بے محل انسانی ہمدردی کے علَمبرداروں کی ملامت اور دباؤ کا لحاظ نہ کرے۔ تاکہ مجرم و درندہ صفت کے چھٹکارے کی ہر صورت کا حتی الامکان دروازہ بند ہو۔

ابن ماجہ میں منقول ہے: "عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أقيموا حدود الله في القريب والبعيد، ولا تأخذكم في الله لومة لائم" ترجمہ حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے، آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی حدود کو قریب و بعید میں قائم کرو، اور تمہیں اللہ (کے احکام کے قیام) کے معاملے میں ملامت کرنے والے کی ملامت نہ روکے۔

(ابن ماجہ، باب اقامۃ الحدود، کتاب الحدود، حدیث 2540، صفحہ 849، جلد 2، دار إحياء الكتب العربيہ)

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ أتم و أحکم

کتبہ سید سعد خان عفی عنه

29 محرم 1442، 17 ستمبر 2019

الجواب صحیح

أبو أطهر محمد أظهر العطاري المدني عفی عنه الباري